

لۇنەت
ئەنەن
ئىن



جنس (Gender)

استاد کے لیے نوٹ

باب 4 میں دو مختلف جگہوں اور وقتوں کی کیس استدی کی گئی ہے اور یہ دکھایا گیا ہے کہ کس طرح لڑکوں کی الگ الگ طرح سے پرورش کی جاتی ہے اور سماجی بنایا جاتا ہے۔ یہ انھیں سمجھنے کے قابل بناتا ہے کہ معاشرے میں ڈھلنے کا عمل یکساں نہیں ہے۔ بلکہ یہ سماجی طور پر متعین ہے۔ اور (Socialisation) وقت کے ساتھ لگاتار بدلتا رہتا ہے۔ یہ باب اس حقیقت کو بھی سامنے لاتا ہے کہ سماج مرد اور عورتوں کے روں کو مختلف قدر یہ دیتا ہے اور یہ چند نا برابری اور تفریق کی بنیاد دیتی ہے۔ بنیادی طور پر عورتوں کے ذریعے کیے جانے والے گھر بیلوں کاموں کو اکثر کام ہی نہیں سمجھا جاتا۔ لہذا اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے یا اس کی قیمت گھٹادی جاتی ہے۔

باب 5 میں کام کی دنیا میں جنس کی نابرابری کے تصورات کو مزید ابھارا گیا ہے۔ اور عورتوں کی برابری کے لیے جدوجہد کا تذکرہ ہے۔ کلاس روم سرگرمی کے ذریعے طلباء موجودہ رسمی کام اور پیشے کی پسند سے متعلق سوالات کرنا شروع کریں گے۔ یہ باب اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو یکساں موقع (جیسے تعلیم کے موقع) نہیں ملتے۔ انیسویں اور بیسویں صدی کی دو ہندوستانی عورتوں کی زندگیوں کے بارے میں پڑھ کر طلباء سمجھیں گے کہ عورتوں نے کس طرح پڑھنا لکھنا سیکھ کر اپنی زندگیاں بدلتے کی جدوجہد کی۔ بڑے پیچانے پر تبدیلی عام طور پر مشترک کو ششوں کے بعد ہی آتی ہے۔ سبق کا خاتمه ایک تصویری کہانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس میں تبدیلی لانے کے لیے عورتوں کی تحریکوں کے ذریعے استعمال کی گئی مختلف تدابیر کی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

لفظ جنس کے متعلق آپ نے اکثر سنا ہوگا۔ تاہم یہ بات آسانی سے سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ ہماری زندگیوں میں ایک اجنبی لفظ مانا جاتا ہے اور اس کا استعمال صرف ٹریننگ پروگراموں کے درمیان بحث و مباحثہ تک ہی محدود رہتا ہے۔ درحقیقت ہم سب لوگ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اس کا تجربہ کرتے ہیں۔ یہ متعین کرتا ہے مثال کے طور پر کہ ہم کون ہیں ہمیں کیا بننا ہے۔ ہم کہاں جاسکتے ہیں اور کہاں نہیں زندگی میں جو ہمیں پسند ہے یہ سب ہم جنس کی بنا پر ہی طے کرتے ہیں۔ جنس سے متعلق ہماری سوچ اکثر اس پر منحصر کرتی ہے کہ ہم کس خاندان اور سماج میں رہتے ہیں ہم اپنے ارڈگردمروں اور عورتوں کے روں کو دیکھ کر یہ سوچنے لگتے ہیں کہ ان کا یہ روں طے شدہ اور فطری ہے درحقیقت پوری دنیا مختلف طبقوں میں ہٹی ہوئی ہے جہاں یہ روں مختلف ہیں۔

لہذا جنس سے ہمارا مطلب بہت سی سماجی اقدار ہیں۔ مگر عام طور پر اس کو صرف مرد اور عورت کی حیاتی تفریق سے جوڑا جاتا ہے۔ یہ وہ اصطلاح ہے جو کہ ہمارے معاشرے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان اختیارات کے تعلق اور نابرابری کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

حسب ذیل دو ابواب میں جنس کے نظریے کا مطالعہ اس لفظ کو استعمال کیے بغیر کیا گیا ہے۔ اس کے بجائے مختلف مسلمہ طریقوں (جیسے کیس استدی، کہانیاں، کلاس روم کی سرگرمیاں، اعداد و شمار کا تجزیہ اور تصویریوں) کے ذریعے طلباء کو ان کی زندگی اور آس پاس کے سماج کے بارے میں سوالات کرنے اور غور کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ جنس سے اکثر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے اس کا تعلق صرف لڑکیوں یا عورتوں سے ہے اس لیے ان اسیاں میں لڑکوں کو بھی اس بحث میں شامل کرنے پر دھیان دیا گیا ہے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کی حیثیت سے نشوونما

(Growing up as Boys and Girls)

لڑکا یا لڑکی ہونا کسی کی بھی پہچان کا ایک اہم حصہ ہے۔ وہ سماج جس میں ہم پلتے بڑھتے ہیں ہمیں سمجھاتا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے ساتھ کس طرح کاروباری قابل قبول ہے لڑکے اور لڑکیاں کیا کر سکتے ہیں کیا نہیں۔ ہم اکثر یہ سوچتے ہوئے بڑے ہوتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں ہر جگہ میساں ہیں۔ پر کیا ہر معاشرے میں لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ہی نظر سے دیکھا جاتا ہے؟ ہم اس سبق میں اس کا جواب دینے کی کوشش کریں گے۔ ہم اس پر بھی غور کریں گے کہ کس طرح لڑکے اور لڑکیوں کے لیے مختلف روں اُنھیں مستقبل میں مرد اور عورت کا رول ادا کرنے کے لیے تیار کرتے ہیں۔ ہم یہ جانیں گے کہ زیادہ تر معاشرے مردوں اور عورتوں کو مختلف قدر و قیمت دیتے ہیں مردوں کے کام اور کردار (Roles) کے مقابلے میں عورتوں کے کام اور کردار کی قدر کم کی جاتی ہے۔ ہم اس سبق میں اس بات کا بھی جائزہ لیں گے کہ کس طرح کام کے میدان میں مردوں اور عورتوں کے درمیان نابرابری ظہور میں آتی ہے۔



1920 میں سموا میں بچوں کی پرورش (Growing up in Samoa in the 1920)



ساتویں جماعت کا ایک سموا بچہ اپنے اسکول یونیفارم میں

جزیرہ سموا کے بچوں کے پرورش کے تجربات آپ کے اپنے تجربات سے کس طرح مختلف ہیں۔ کیا ان کے تجربوں میں کوئی ایسی بات بھی ہے جو آپ اپنے بچپن میں بھی کرنا چاہتے تھے؟

سموا جزیرے جنوبی بحر الکاہل (Pacific Ocean) کے چھوٹے چھوٹے جزیروں کے ایک بڑے گروپ کا حصہ ہیں۔ 1920 میں سموا معاشرے پر کی گئی تحقیق کے مطابق وہاں بچے اسکول نہیں جاتے تھے۔ وہ بہت سی چیزوں مثلاً بچوں کی دیکھ بھال، گھریلو کام دوسرے بڑے بچوں یا بالغ لوگوں سے سکھتے تھے۔ مچھلی پکڑنا اس جزیرے کا خاص کام تھا اس طرح چھوٹے بچے بھی مچھلی پکڑنے کی بڑی بڑی مہموں پر جایا کرتے تھے۔ مگر یہ تمام باتیں وہ اپنے بچپن کے مختلف اوقات میں سکھتے تھے۔

جیسے ہی بچے چلنے کے قابل ہوتے تھے۔ ان کی ماں میں یادوں سے بالغ لوگ ان کی دیکھ بھال کرنا چھوڑ دیتے تھے۔ اور پھر یہ ذمے داروی اکثر 5 سال کے بچے ادا کرتے تھے لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہی اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ پر لڑکے جب 9 سال کے ہوتے وہ دوسرے بڑے لڑکوں کے ساتھ باہری کام جیسے مچھلی پکڑنا یا ناریل کے پیڑ لگانا شروع کر دیتے۔ لڑکیاں 12-11 سال تک چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کرتیں یا بڑوں کے لیے پیغام رسائی کا کام کرتیں۔ مگر 13 سال کے ہوتے ہوئے وہ اور زیادہ آزاد ہو جاتیں۔ چودہ پندرہ سال کی ہونے کے بعد لڑکیاں بھی مچھلی پکڑنے جایا کرتیں۔ شجر کاری کرتیں، باسکٹ بننا سیکھتیں۔ کھانا پکانے کے لیے ایک خاص کمرہ ہوتا۔ جہاں زیادہ تر کام لڑکوں کے ذمے ہوتا تھا۔ جب کہ لڑکیاں تیاری میں ان کی مدد کرتی تھیں۔

1960 میں مدھیہ پردیش میں لڑکوں کی نشوونما (Growing up male in Madhya Pradesh in the 1960)

1960 میں مدھیہ پردیش کے ایک چھوٹے سے قصبے میں رہنے کے تجربات کو حسب ذیل واقعے میں بیان کیا گیا ہے۔

چھٹی جماعت کے بعد لڑکے اور لڑکیاں الگ الگ اسکولوں میں جاتے تھے۔ لڑکیوں کے اسکول کا نقشہ لڑکوں کے اسکول سے بہت مختلف تھا۔ وہ لوگ اسکول کے مرکزی صحن میں باہری دنیا سے محفوظ ہو کر پوری طرح تنہائی میں کھیلتی تھیں۔ لڑکوں کے پسند کرتی ہیں؟



لڑکیاں ایک ساتھ گروپ میں اسکول جانا کیوں پسند کرتی ہیں؟

اسکول میں ایسا کوئی صحمنہیں تھا۔ اور ہمارا کھیل کا وسیع میدان اسکول سے بالکل ملا ہوا تھا۔ ہر روز شام کو اسکول ختم ہوتے ہی لڑکے سیکڑوں لڑکیوں کو پتلی پتلی بھیڑ بھاڑ والی گلیوں سے جاتے ہوئے دیکھا کرتے تھے۔ گلیوں سے گزرتی ہوئی وہ با مقصد نظر آتی تھیں۔ وہ لڑکوں سے مختلف تھیں جو کہ ان گلیوں میں قت بر باد کرنے کھینے یا اپنی سائیکلوں سے کرتے دکھانے کے لیے استعمال کرتے تھے لڑکیوں کے لیے وہ گلیاں گھر پہنچنے کا صرف ایک راستہ تھیں۔ لڑکیاں ہمیشہ گروپ بننا کر جایا کرتی تھیں۔ شاید اسی وجہ سے وہ حملہ کیے جانے یا چھیڑے جانے کا خوف دل میں رکھتی تھیں۔

مندرجہ بالا دو مثالوں کو پڑھنے کے بعد ہم محسوس کرتے ہیں کہ پروش کے مختلف طریقے ہیں۔ ہم اکثر سوچتے ہیں کہ بچوں کے بڑے ہونے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ ایسا اس لیے ہے کیوں کہ ہم صرف اپنے تجربات سے واقف ہیں۔ اگر ہم اپنے گھر کے بڑوں سے بات کریں تو یہ بات سامنے آئے گی کہ ان کا بچپن ہمارے بچپن سے بہت مختلف تھا۔

ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ سماج میں لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان بہت واضح فرق ہے۔ یہ بہت چھوٹی عمر سے شروع ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ہمیں کھینے کے لیے مختلف کھلونے دیے جاتے ہیں۔ لڑکوں کو عام طور پر کار اور لڑکیوں کو کھینے کے لیے گڑیا دی جاتی ہے دونوں کھلونوں سے کھیل کر خوب مزہ لیا جاسکتا ہے۔ پھر لڑکیوں کو گڑیا اور لڑکوں کو کار، ہی کیوں دی جاتی ہے۔ کھلونے بچوں کو یہ بتانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جب مرد اور عورت بنیں گے ان کے مستقبل مختلف ہوں گے۔ اگر ہم اس پر غور کریں۔ یہ فرق ہر چھوٹی چھوٹی روز مرہ کی چیزوں میں پیدا کیا جاتا ہے۔ لڑکیاں کیا پہنچیں؟ لڑکوں کو کون سے کھیل کھینے چاہئیں۔ لڑکیوں کو کس طرح نرمی سے بات کرنی چاہیے۔ اور لڑکوں کو سخت ہونے کی ضرورت ہے۔ یہ تمام باتیں یہ بتانے کا طریقہ ہیں کہ بڑے ہو کر مرد اور عورت بن کر ان کو اپنا خصوص رول ادا کرنا ہے۔ آگے چل کر جو مضمایں ہم پڑھتے ہیں یا جو پیشے ہم چھتے ہیں، اس پر ان باتوں کا اثر ہوتا ہے۔

زیادہ تر معاشرے (Societies) میں (ہمارے اپنے معاشرے میں بھی) مرد اور عورت جو رول ادا کرتے ہیں اور جو کام وہ کرتے ہیں ان کی اہمیت یکساں نہیں ہوتی۔ مرد اور عورت یکساں حیثیت نہیں رکھتے آئیے نظر ڈالتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے ذریعے کیے گئے کاموں میں یہ فرق کس طرح موجود ہوتا ہے۔

اپنے پڑوں کے ایک پارک یا گلی کی تصویر بنائے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو مختلف طرح کی سرگرمیوں میں مشغول دکھائیے۔ آپ انفرادی طور پر یا گروپ میں ایسا کر سکتے ہیں۔

آپ کی تصویر میں کیا لڑکے اور لڑکیاں برابر ہیں بہت ممکن ہے آپ نے لڑکیاں کم بنائی ہوں۔ کیا آپ ان وجہات پر غور کر سکتے ہیں۔ شام یا رات کو آپ کے پڑوں کی گلی۔ پارک اور بازاروں میں عورتوں اور لڑکیوں کی تعداد کم کیوں ہوتی ہے۔

کیا لڑکے اور لڑکیوں کی سرگرمیاں مختلف ہیں؟ ایسا کیوں ہے؟ کیا ہو گا اگر آپ لڑکیوں کو لڑکوں کی جگہ پر رکھیں۔

میری ماں کام نہیں کرتی



اگلی صفحہ 7: بج



شام کو 6 بجے

میں بہت تھک گیا ہوں۔ چائے ملے کی
کیا؟ اودہ۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔ تمہاری۔
ہڑتاں۔ میں اپنے لیے خود ہی بنالوں گا۔



میں تم لوگوں کو پیسے دے دوں گا آج
کینشن سے کچھ خرید لینا

اس کے لیے ماں نے پہلے
ہی پیسے دے دیے ہیں



پر بچوں کے لفون کے بارے میں کیا خیال ہے؟
اوہ۔ نہیں۔ اس کے
بارے میں بھول جاؤ



ہر میت چائے کی پتی
کہاں ہے

ہی ہی۔ جیرت ہے اگر
اب بھی یہ سمجھیں کہ میں کام نہیں
کرتی ابھی مجھے انھیں یہ بھی یاد دلانا
ہے کہ رات کو کھانے پر چاچا جی اور
چاپی جی بھی آرہے
ہیں۔



کیا تم نے یہ موقع کی تھی کہ سب کچھ اسی حالت میں
ملے گا جیسا تم صحیح چھوڑ کر گئے تھے۔

ایسا لگتا ہے گھر میں طوفان آیا تھا

گھر کے کاموں کی اہمیت کرنا (Valuing House Work)

ہر میت کا خاندان یہ نہیں سوچتا تھا کہ جسپریت جو کام گھر میں کرتی ہے وہ اصلی کام ہے۔ یہ احساس ان کے خاندان کے لیے منفرد نہیں ہے۔ پوری دنیا میں گھر کے کام اور دیکھ بھال کی (Care giving) ذمے داری جیسے کہ خاندان کی دیکھ بھال خاص طور سے بچوں، بڑوں اور بیماروں کی ذمے داری عورتوں پر ہوتی ہے۔ تب بھی عورتیں جو کام گھر کے اندر کرتی ہیں اس کو کام نہیں سمجھا جاتا۔ یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ عورتوں کو یہ سب قدرتی طور پر ملتا ہے۔ لہذا اس کی کوئی قیمت نہیں ہے اور اس طرح معافہ ان کی ناقدری (devalues) کرتا ہے۔

گھر بیو خادماؤں کی زندگی (Lives of domestic works)



مالنی اپنی بیٹی کے ساتھ

ہر میت اور سو نالی کیا یہ کہنے میں حق بجانب تھے کہ ہر میت
کی ماں کام نہیں کرتیں؟

اگر آپ کی ماں یا وہ لوگ جو گھر کے کام کرتے ہیں اگر
ایک دن کی ہڑتاں کر دیں تو آپ کے خیال میں کیا ہو گا؟

آپ کیوں سمجھتے ہیں کہ مرد اور لڑکے عام طور پر گھر کا کام
نہیں کرتے؟ آپ کے خیال میں کیا انھیں کرنا چاہیے؟

اوپر بیان کی گئی کہانی میں ہر میت کی ماں ہی واحد عورت نہیں تھی جو گھر کے کام کرتی تھی۔ بلکہ ان کی گھر بیو ملازمہ منگلا بھی بہت کام کرتی تھی۔ بہت سے گھروں میں خاص طور پر قصبوں اور شہروں میں گھر بیو ملازمہ رکھے جاتے ہیں۔ وہ جھاڑو دینے صفائی، برتن اور کپڑے دھونے کے ساتھ ساتھ کھانا پکانے بچوں اور بوڑھوں کی دیکھ بھال کے بہت سے کام کرتی ہیں۔ زیادہ تر گھر بیو ملازمہ عورتیں ہوتی ہیں۔ بہاں تک کہ بعض اوقات چھوٹے لڑکوں اور لڑکیوں کو بھی اس کام کے لیے رکھا جاتا ہے۔ تنخوا ہیں بہت کم ہوتی ہیں جیسے کہ گھر بیو کاموں کی کوئی قیمت ہی نہیں ہوتی۔ ایک گھر بیو خادمہ کا دن صح 5 بجے سے شروع ہو کر رات 12 بجے تک ہو سکتا ہے سخت محنت کا کام کرنے کے باوجود ان کے آجر employer اکثر ان کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ایک گھر بیو خادمہ میلانی نے دلی میں کام کر کے تجربے کے طور پر کہیں۔ ”میری پہلی ملازمت ایک امیر خاندان میں تھی۔ جو کہ تین منزلہ مکان میں رہتے تھے۔ میم صاحب بہت عجیب تھیں۔ کوئی بھی کام کرانے کے لیے وہ چیخنا کرتی تھی۔ میرا کام باور پچی خانہ میں تھا۔ گھر میں دو لڑکیاں اور بھی تھیں جو صفائی کرتی تھیں۔ ہمارے دن کی شروعات صح 5 بجے ہوا کرتی تھی۔ صح ناشستے میں ہمیں ایک پیالی چائے اور دوسوچی روٹیاں ملتی تھیں۔ ہم تیسری روٹی کبھی نہیں لے سکتے تھے۔ شام کو جب میں کھانا پکاتی۔ وہ دونوں لڑکیاں ایک زائد روٹی کے لیے مجھ سے منت سماجت کیا کرتیں۔ میں چوری چھپے ان کو دے دیا کرتی۔ اور ایک روٹی زائد خود اپنے لیے تیار کر لیتی۔ دن بھر کام کرنے کے بعد ہمیں بہت بھوک لگتی تھی۔ ہم گھر میں چپل نہیں پہن سکتے تھے سردیوں میں ہمارے پیڑھٹھڈ سے سوچ جایا کرتے تھے۔ میں میم صاحب سے بہت ڈرتی تھی۔ مگر مجھے غصہ بھی آتا اور اپنی توہین بھی محسوس کرتی۔ کیا ہم دن بھر کام نہیں کرتے؟ کیا ہم عزت کے ساتھ سلوک کیے جانے کا حق نہیں رکھتے؟

درحقیقت جس کو ہم اصطلاحی طور پر ”گھر بیو کام“ کہتے ہیں اس میں متعدد کام شامل ہیں۔ ان میں سے بہت سے کاموں کو سخت جسمانی محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں عروتوں اور لڑکیوں کو جا کر پانی لانا پڑتا ہے۔ دیہی علاقوں میں لڑکیاں جلانے کے لکڑیاں ڈھوتی ہیں۔ کپڑے دھونے، جھاڑو دینے۔ اور صفائی کرنے اور وزن اٹھانے جیسے کاموں میں جھکنے اور اٹھنے اور لانے لے جانے کی ضرورت

پڑتی ہے۔ گھر کے روزمرہ کے کام جیسے کھانا پکانے میں گرم چولھے کے سامنے گھنٹوں کھڑا ہونا پڑتا ہے عورتیں جو کام کرتی ہیں وہ محنت طلب اور جسمانی طور پر تھکا دینے والا ہوتا ہے۔ یہ وہ الفاظ ہیں جنہیں ہم عام طور پر مردوں کے ساتھ جوڑتے ہیں۔

گھر کے کام اور دیکھ بھال کا دوسرا پہلو جسے ہم محسوس نہیں کرتے وہ یہ ہے کہ اس میں بہت وقت صرف ہوتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ عورتوں کے گھروں میں کیے جانے والے اور باہر کے کاموں کو کیجا کر دیا جائے تو ہم پائیں گے کہ عورتیں مردوں کے مقابلے میں کافی زیادہ وقت کام کرتے ہوئے گزارتی ہیں۔ اور فرصت کے اوقات انہیں کم ملتے ہیں۔

ہندوستان کی مرکزی اعداد و شمار کی تنظیم (Central Statistical Organisation of India) کے ذریعے (1998-99) میں کرانے گئے ایک خاص مطالعہ کے اعداد و شمار نیچے دیے گئے ہیں۔ کیا آپ خانوں کو بھر سکتے ہیں۔

صوبہ	اجرت پانے والی عورتیں	اجرت نہ پانے والی عورتیں	اجرت نہ پانے والے مرد	اجرت پانے والے مرد	کل مرد
ہریانہ	(کام کے گھنٹے ایک ہفتے میں گھر کے کام گھنٹے ایک ہفتے میں)	گھر کے کام کے گھنٹے ایک ہفتے میں)	-	-	-
تامل ناڈو	30	23	-	-	-
	35	19	2	38	40

عورتوں کے کام اور مساوات (Women's work & Equality)

جب کے ہم نے دیکھا کہ عورتوں کے گھر یا کاموں یا دیکھ بھال کے کاموں کی کم اہمیت کا معاملہ صرف انفرادی یا ایک خاندان کا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ مردوں اور عورتوں کے درمیان نابرابری کے بڑے نظام کا ایک حصہ ہے۔ لہذا اس صورت حال سے عملی طور پر نہیں ہو گا نہ صرف انفرادی اور خاندانی سطح پر بلکہ حکومت کی سطح پر بھی۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ مساوات اب ہمارے قانون کا ایک بنیادی اصول ہے ہمارا ستور بیان کرتا ہے کہ مرد یا عورت ہونے کی بنا پر امتیاز نہیں برنا چاہیے۔ حقیقت میں نابرابری صنفوں کے درمیان موجود ہے۔ لہذا حکومت نابرابری کی وجود ہات کو سمجھنے اور اس کے علاج کے لیے ثابت اقدام اٹھانے کے عہد کی پابند ہے۔ مثال کے لیے یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ بچوں

ہریانہ اور تمل ناڈو کی عورتیں ہر ہفتے کل کتنے گھنٹے کام کرتی ہیں؟

مردوں کے ذریعے کام پر خرچ ہونے والے کل وقت کا مقابلہ عورتوں کے کام کے وقت سے کس طرح ہوگا؟

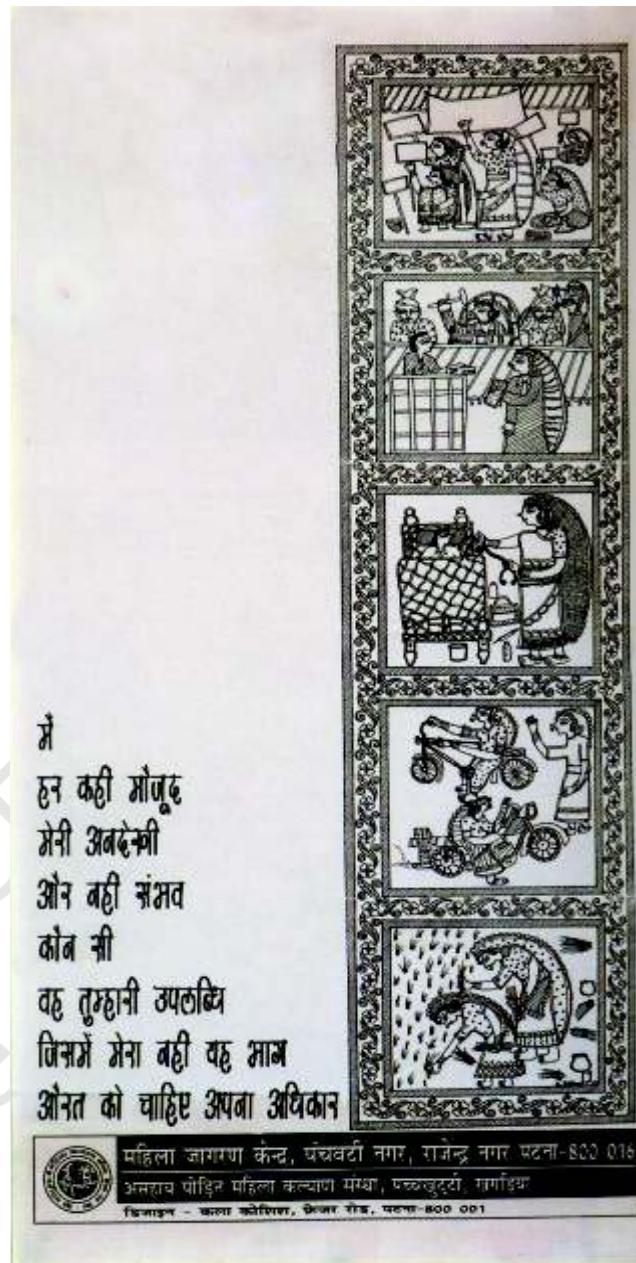
بہت سی عورتیں جیسے کہانی میں سونالی کی مان اور تمل ناڈو اور ہریانہ کی عورتیں جن کا گھر اور گھر کے باہر کام کا سروے کیا گیا۔ اس کو اکثر عورتوں پر کام کا دوہرا بوجھ کھانا جاتا ہے۔



مدھیہ پر دیش کے ایک گاؤں میں آنگن و اڑی کے
مرکر پر بچوں کی تصویر

کی دیکھ بھال اور گھر کے کاموں کا بوجھ عورتوں اور لڑکیوں پر پڑتا ہے۔ فطری طور پر اس کا اثر اسکول میں لڑکیوں کی حاضری پر پڑتا ہے۔ یہ متعین کرتا ہے خواہ عورتیں بھی گھر کے باہر کام کر سکتی ہیں اور کس طرح کا پیشہ اور ذریعہ معاش یہ اپنا سکتی ہیں۔ حکومت نے ملک کے مختلف گاؤں میں بچوں کی دیکھ بھال کے مراکز یا آنگن و اڑی قائم کی ہے۔ حکومت نے ایسے قوانین منظور کیے ہیں۔ جس کے تحت وہ تنظیمیں جس میں 30 سے زیادہ عورتیں ملازم ہوں وہاں کر لیش (Creche) کی سہولیات مہیا کرانا لازمی ہے۔ کر لیش کا اہتمام بہت سی عورتوں کو گھر سے باہر ملازمت کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ لڑکیاں اسکول جا سکتی ہیں۔

آپ کے خیال میں اس پوسٹر میں کیا پیغام ہے



(a) ہر معاشرہ لڑکوں اور لڑکیوں کے روپ کے بارے میں یکساں نہیں سوچتا۔

(b) ہمارا معاشرہ Society لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان ان کی نشوونما میں فرق نہیں کرتا۔

(c) گھر پر رہنے والی عورتیں کام نہیں کرتیں۔

(d) مردوں کے کام کے مقابلے میں عورتوں کے کام کی اہمیت کم ہے۔

1۔ پہلو میں دیے گئے بیانات صحیح ہیں یا غلط۔ اپنے جواب کو ایک مثال کی مدد سے سمجھائیے۔

2۔ گھر بیوکام نظر نہیں آتا اور نہ ہی اس کی اجرت دی جاتی ہے۔

گھر بیوکام میں جسمانی محنت درکار ہے

گھر بیوکام میں وقت صرف ہوتا ہے۔

اپنے الفاظ میں ان اصطلاحات - 'Invisible' نظر نہ آنے والا۔ "Demanding" جسمانی محنت کی ضرورت "time consuming" وقت صرف ہونا۔ کو اپنے الفاظ میں لکھیے۔ اور ہر اصطلاح کے ساتھ اپنے گھر میں عورتوں کے ذریعے کیے جانے والے کام کی ایک مثال دیجیے۔

3۔ ان کھلونوں اور کھلیل کی فہرست بتائیے جو مخصوص طور پر لڑکے کھلتی ہیں اور ایسی ہی دوسرا فہرست لڑکیوں کے لیے۔ کیا دونوں فہرست میں کچھ فرق ہے۔ کیا آپ فرق کے وجوہات پر غور کر سکتے ہیں۔ کیا اس کا تعلق اس روپ سے ہے جو بچوں کو بڑے ہو کر ادا کرنا ہے۔

4۔ آگرآپ کے گھریا محلے میں کوئی گھر بیوکام کر رہی ہے تو اس سے بات کر کے اس کی زندگی کے بارے میں کچھ اور جانکاری حاصل کریں۔ اس کے خاندان میں کون کون لوگ ہیں؟ اس کا گھر کہاں ہے؟ وہ کتنے گھنٹے کام کرتی ہے؟ اس کی اجرت کتنی ہے؟ ان تفصیلات کی بناء پر ایک چھوٹی سی کہانی لکھیے۔

فرهنگ

شاخت (Identity): اپنے متعلق احساس کا نام شناخت ہے ایک شخص کی مختلف شناخت ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص ایک لڑکی ہو سکتی ہے ایک بہن اور ایک موسیقار بھی ہو سکتی ہے۔

دو ہرایوجھ (Double Burden): عام طور پر اس کا استعمال عورتوں کے کام کو بیان کرنے میں کیا جاتا ہے۔ یہ حقیقت اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے ظاہر ہوتی ہے کہ عورتیں مخصوص طور پر دونوں جگہ گھر کے اندر اور باہر محنت کرتی ہیں۔

دیکھ بھال (Care Giving): یہ بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت اولاد سے متعلق بہت سے کاموں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جسمانی کاموں کے ساتھ ساتھ مضبوط جذباتی پہلو بھی اس میں شامل ہے۔

ناقدری کرنا (Devalued): جب کسی کو اس کے لیے کیے گئے کام کی جائز شناخت نہیں دی جاتی۔ وہ اپنے آپ میں ناقدری کا احساس کر سکتا ہے۔ مثلاً اگر ایک لڑکے نے اپنے دوست کی خاطر بہت محنت کر کے یوم پیدائش کا ایک خاص تھنہ تیار کیا ہے۔ اور اس کا دوست تھنہ کے بارے میں کچھ نہیں کہتا تو وہ لڑکا ناقدری کا احساس کر سکتا ہے۔